© rasailojaraid.com

باب مجلس شیخ الحدیث

افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

صحبتے با اہلِ حق

افغان مجاہدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیبی نصرتیں

۱۱ر جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ

حسب معمول حاضر خدمت ہوا۔ افغان مجاہدین کی کئی جماعتیں حاضر تھیں۔ دارالعلوم کے بعض اساتذہ اور طلبہ بھی موجود تھے۔ اکوڑہ والے بھی آجا رہے تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ درمیان میں گھرے ہوئے تھے۔ مجھے بھی دور ایک کونہ میں بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔ کئی روز سے بیمار تھے اس لئے ضعف آگیا تھا آواز میں دھیما پن ہونے کی وجہ سے پوری بات کو سمجھ لینا مشکل ہو رہا تھا۔ اس لئے کسی طریقہ سے راہ پیدا کر لی اور قریب پہنچ گیا۔

آج بھی کل کی طرح حضرت مدظلہ کی پوری توجہ اور انہماک افغان مجاہدین سے رہا جن میں زیادہ تعداد دارالعلوم کے فضلاء کی تھی۔ میدان جنگ، جہاد کی نئی صورت حال۔ افغان اور روسی فوجوں کا جدید حملہ اور مجاہدین کی جرأت اور جانبازی، اور اس سے بھی بڑھ کر، ایک ایک مجاہد کا نام لے لے کر حضرت مدظلہ ان کے حالات دریافت فرما رہے تھے ـــــ ایک مجاہد نے عرض کیا کہ شنواری کے قریب پرسوں سے شدید جنگ شروع ہے۔ روسی دشمن نے بہت بڑا حملہ کیا ہوا ہے مجاہدین دعا کی درخواست کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا جی ہاں! کل پرسوں سے شنواری پر لڑائی کی شدت کی خبریں آرہی ہیں۔ بے چین رہتا ہوں۔ ہماری تو ہر وقت یہی دعا ہوتی ہے کہ باری تعالیٰ کامیابی و کامرانی اور غیبی نصرت عطا فرمائے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ باری تعالیٰ کی غیبی نصرتیں مجاہدین کے ساتھ شامل ہیں۔

کل پرسوں یہاں محاذ جنگ سے آئی ہوئی ایک جماعت جن کی قیادت دارالعلوم کے فاضل کر رہے تھے نے بتایا کہ اب تو افغان فوجی اور روسی علی رؤس الاشہاد یہ کہتے اور اعتراف کرتے ہیں کہ بارہا ہم نے مجاہدین کی مٹھی بھر تعداد پر بڑے بڑے لشکروں سے بھی فتح نہ پا سکے کہ خفیہ رپورٹ کے مطابق چند ایک مجاہدین بڑے لشکروں اور مسلح بریگیڈوں میں بدل جاتے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے اور عجیب ہے کہ محاذ جنگ سے آئے ہوئے ساتھی بتاتے ہیں کہ آج افغان روسی فوجوں کے سینکڑوں بم بے اثر ہو کے رہ جاتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا محمد اختر حقانی جو دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فضلاء سے ہیں۔ مولانا عبدالرؤف حقانی جو ۷۷ء میں دارالعلوم سے دورہ کر چکے ہیں اور دونوں اس وقت جہاد کے میدان کارزار میں مصروف عمل ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی خیریت اور کامیابی کی اطلاعیں بھیجی ہیں۔ پھر حاضرین سے فرمایا کہ سب مل کر ان کی فتح مندی اور کامیابی کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ روسی اذناب الاغوال سے اہل اسلام کو نجات دے۔

اعمال شریعت اور سنت کے قالب میں ہوں تو قبول ہوتے ہیں! ۲۶ فروری ۱۹۸۷ء

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔ اگر عمل سنت کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ اگرچہ فی نفسہ وہ کتنا اچھا کیوں نہ ہو۔ نیت جتنی بھی اچھی ہو جتنا بھی خلوص سے کیا جائے جب تک اس پر سنت اور شریعت کی مہر نہ لگے وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگا۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب، خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے ننگا طواف کرتے تھے۔ اور اس کے وہ متعدد وجوہ بیان کرتے تھے۔ دلائل تھے مگر ان پر شریعت کی مہر نہیں لگی تھی۔ اس لئے دلائل بھی بے کار تھے۔ اور عمل بھی۔ طواف کا عمل، نامقبول تھا۔

اول وجہ یہ بیان کرتے کہ لباس میں، کپڑے کے ساتھ چونکہ انہوں نے جرائم اور معاصی کا ارتکاب کیا ہے لہذا وہ اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کی جائے لہذا وہ کپڑوں کو اتار دیتے تھے۔ ان کا بس چلتا تو جسم کو بھی کھرچ لیتے اور صرف روح کے ساتھ طواف کرتے کہ جسم بھی جرم کا مرتکب ہوتا تھا مگر یہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کا خیال تھا کہ جسم کا جو عضو خانہ کعبہ کے ساتھ محاذی ہو عضو کا سامنا ہے۔ تو اس سے گناہ اور معصیت اور نافرمانی کی نحوستیں اور کدورتیں جھڑ جاتی ہیں۔ لہذا خانہ کعبہ اور اپنے اعضاء جسم کے درمیان حائل کپڑوں کو دور کر دیتے۔

تیسری وجہ ان کا تصور اور یہ نیک تفاول تھا کہ جس طرح ہم نے طواف کے دوران کپڑے اتار دئے ہیں اسی طرح ہمارے جسم سے گناہ اور معاصی بھی اتار دئے جائیں گے۔

دیکھئے طواف تھا، عبادت تھی، دلائل بھی تھے، قیاس بھی تھا مگر اس پر شریعت کی مہر نہیں لگی تھی۔ سنت نبی نہیں تھی۔ اس لئے ان کا سب کچھ اکارت ہوا جو عمل شریعت اور سنت کے قالب میں ڈھل جائے کمزور ہو مگر اللہ کے ہاں قربت کا ذریعہ ہوتا ہے۔

طلبہ اور تبلیغی کام ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

حسب معمول حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس فیض وافادہ میں حاضر ہوا۔ بلوچستان کے علماء اور طلبہ کے مجمع میں گھرے ہوئے تھے کوہاٹ سے بھی مہمانوں کا ایک وفد حاضر تھا۔ افغان مجاہدین کی ایک جماعت بھی آئی ہوئی تھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا عبدالمنان عضو اتحاد اور علاقہ ارگون کے کمانڈران کی قیادت کر رہے تھے۔ مولانا بادشاہ گل امیر تحریک جندالله جو دارالعلوم حقانیہ میں پڑھتے بھی رہے ہیں ان کے ہمراہ تھے۔

ادھر بلوچستان سے آئے ہوئے تبلیغی جماعت کے ایک مہمان نے دارالعلوم حقانیہ میں طلبہ کے تبلیغ کے کام میں انہماک اور تبلیغی جماعتوں سے نصرت کے کام کو سراہا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

تبلیغی کام اور تبلیغی جماعتوں کی نقل و حرکت سے بڑا انقلاب آرہا ہے اور جب سے دارالعلوم میں اساتذہ و طلبہ نے اس کام میں حصہ لینا شروع کیا ہے۔ تو اس سے بڑی خوشی ہوئی ہے الحمدللہ تبلیغی جماعت کے اکابر بھی علماء اور طلبہ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں مگر ان کے خصوصی ہدایات کو ملحوظ رکھا جائے گا تو کام میں برکت ہوگی۔

اسباق کے دوران سبق قضا کر کے تبلیغ کرنا ممنوع ہے اور اکابر سختی سے اس سے منع کرتے ہیں۔ فراغت اور تعطیلات کے ایام تبلیغ کے لئے ہیں۔ طالب علم تو علم و عمل کی ایک نرم و نازک کونپل ہیں اگر حزم و احتیاط سے اور بروقت اس کی آبیاری کی جاتی رہی اور اس کی نگہداشت اور نگرانی پر توجہ دی گئی تو ایک روز یہ تناور اور سایہ دار اور ثمر آور درخت بن جائے گا جس سے پوری امت مستفیض ہوگی۔

عائلی قوانین کی نحوستیں

۳ مارچ ۱۹۸۶ء

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مجلس بعد العصر میں عائلی قوانین کا ذکر ہو رہا تھا۔ تحریک نفاذ شریعت کے شائع کردہ متفقہ فتویٰ کی بات ہوئی تو ارشاد فرمایا :۔

مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ ایک مسلمان جج بھی ڈنکے کی چوٹ انگریزی قوانین کو سامنے رکھ کر حلال حرام کے فیصلے کرتے ہیں اور جو آپ نے یہ بتایا اور جج کا فیصلہ سنایا کہ اس نے فکر آخرت اور خوف خدا سے بے نیاز ہو کر والد کے باندھے ہوئے نابالغ لڑکی کے نکاح میں، لڑکی کو خیار بلوغ سے نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔

مجھے حیرت ہے کہ جج کو یہ کس نے اختیار دیا ہے کہ قطعی احکام شرعیہ میں دخل اندازی کرے۔ یہ سب عائلی قوانین کی نحوستیں ہیں ورنہ مسئلہ یہ ہے کہ والد اور دادا کے باندھے ہوئے نکاح میں لڑکی کو بعد البلوغ خیار فسخ کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ مگر کیا کیجیے یہ لوگ تو شریعت سے بھی کورے ہیں اور عقل سے بھی کورے ہیں جنہیں شریعت کے قطعی احکام میں بھی دست اندازی کرنے سے کوئی باک نہیں ہوتی۔

علمی اور روحانی ترقیوں کے لئے نسخہ اکسیر

ایک مجلس میں کسی صاحب نے اسم اعظم کے بارہ میں دریافت کیا۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا۔

اَلْوَلِیُّ اَلْوَدُوْدُ اَلْعَلِیْمُ اَلْحَلِیْمُ اَلْکَرِیْمُ اَلْوَهَّابُ ذُوالطَّوْلِ یَا ذَوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام پڑھا کریں۔ اس میں اسم اعظم بھی ہے محبوبیت، تسخیر اور علمی و روحانی ترقیوں کے لئے اکسیر ہے ہر نماز کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد تین مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لیں۔

تدریس و اشاعت علم اور اسلامی سیاست کے اقدار کا تحفظ

اسی مجلس میں باہر سے آئے ہوئے بعض علماء نے حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم کا ذکر چھیڑا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جب ہندوستان سے واپس تشریف لائے تو میرے ہاں بھی انہوں نے قدم رنجہ فرمایا تھا یہ مسجد کا مشرقی کمرہ جو آپ کو نظر آرہا ہے اس میں ان کا قیام تھا۔ آپس کی بے تکلف گفتگو میں حضرت مفتی صاحب اپنے آئندہ لائحہ عمل اور اجتماعی کاموں میں باہمی مشاورت کرنا چاہتے تھے۔

میں نے ان سے عرض کیا تھا۔ دو چیزیں ہیں ایک تدریس و اشاعت علم اور دوسری سیاست۔ مجھے مفتی صاحب کے طبعی مزاج اور فطری رجحان کا پہلے سے اندازہ تھا۔ ان کے رجحانات سیاست کی طرف زیادہ مائل تھے۔ مجھے تدریس و تعلیم اور خدمت علم کا ذوق تھا۔ میں نے یہاں کے مخلص احباب کے پُرخلوص تعاون سے فیصلہ کر لیا تھا کہ ساری عمر درس و تدریس اور خدمتِ علم میں گزارنی ہے۔ اور جب اجتماعی طور پر قوم و ملت اور دین اسلام کو قربانی کی ضرورت پڑے گی تو یہاں کے اساتذہ و طلبہ ہی ایک کامیاب اور مؤثر کردار ادا کر سکیں گے۔

اسی کمرہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی بھی تشریف لاتے۔ اور باہمی مشاورت ہوتی رہتی۔ دونوں حضرات کو میرے رجحانات اور طبعی میلان کا اندازہ ہو گیا تھا۔ میں نے ہر دو حضرات سے یہی عرض کیا تھا کہ ہمارے اکابر نے انگریز کے ساتھ دونوں محاذوں پر مقابلہ کیا۔ حفاظت دین اور رجال کار کی تیاری اور فراہمی کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم کیا۔ اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء اور فضلاء نے سیاسی میدان میں ایسا انقلابی کارنامہ انجام دیا کہ انگریز کے لئے اپنا بوریا بستر سمیٹے بغیر کوئی دوسری راہ نہ رہی۔

بہرحال اس کمرہ میں جمعیۃ علماء اسلام کی تاسیس اور دارالعلوم حقانیہ کی بقا و استحکام کے باہمی مشورے ہو کرتے تھے۔

چونکہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو ابتدا ہی میں میرے رجحان کا علم تھا اس لئے وہ ہمیشہ اجتماعی کاموں میں اس کو ملحوظ رکھتے تھے اور دارالعلوم حقانیہ کا بیحد احترام کرتے تھے۔

مولانا سید گل بادشاہ مرحوم بھی اسی مشرقی کمرہ میں طالب علمی میں قیام پذیر تھے جب وہ دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم تھے پھر بعد میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تھے۔ اس کمرہ میں بڑے بڑے اکابر علماء کا قیام رہا ہے شیخ الحدیث حضرت العلامہ مولانا نصیر الدین غورغشتیؒ کا بھی اسی کمرہ میں قیام ہوا کرتا تھا۔ بہرحال قیام پاکستان کے بعد غالباً سب سے پہلے ملک میں اسلامی سیاست کے اقدار کے تحفظ، اور دارالعلوم حقانیہ کے قیام اور استحکام کی باہمی مشاورت اسی کمرہ میں ہوئی ::

© rasailojaraid.com